

١٣٣٩ هـ

نَزْوَلُ آيَاتِ فُرْقَانٍ

بِسْكُونِ زَمِينٍ وَآسمَانٍ

شِيخُ الْإِسْلَامِ إِمامُ أَهْلِ السَّنَةِ وَاجْمَاعُ الْعَالَمَةِ الْمُجَدِّدِ

الإِمامُ أَحْمَدُ رَضَا خَانُ الْحَنْفِيُّ الْقَادِرِيُّ الْبَرِيلُوِيُّ

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ



ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 صفحیں جلدیوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاؤشوں سے اونلائن پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتہک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاوں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مسامی جیلے کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاً حم الہ احسنالجزاء

رسالہ

نَزْوُلِ آیاتِ فرقان بِسْكُونِ زمین وَآسمَانٍ

(زمین اور آسمان کے ساکن ہونے کے باعث میں حق و باطل کے درمیان فرق کرنیوالی (قرآن مجید کی) آیتوں کا نازل ہونا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْکَرِیمِ

مَسْلِمٌ إِذْ مُوقِتٍ بِأَزْارٍ لَا يَهُورُ مَسْؤُلٌ مَوْلَیٌ حَامِلٌ عَلٰی صَاحِبٍ
يَا سَيِّدِي أَعْلَمُ حَضْرَتِ سَلَمَکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی ، اسْلَامٌ عَلَيْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ۔

اما بعد هذا من تفسير جلالين (ان الله يمسك السموات والارض انت تزولا)
الله تعالى رو کے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو
کچھ نہ کریں (یعنی ان کو زوال سے رو کے
ہوئے ہے۔ یہ بھی اس میں ہے (تو کیا تم پسے
قسم نہ کھا پکھے تھے) دنیا میں (نہیں ہے تمیں)

من زائدہ ہے (پھٹ کے کہیں جانا) دنیا سے آخرت کی طرف۔ اور یہ بھی اسی میں ہے (اور نہیں بھی ان کا مکر) اگرچہ بہت بڑا ہے (کہ اس سے پھاڑ ٹھیل جائیں) معنی یہ ہے کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور ان کا نقضان خود انہی کو ہے۔ اور یہاں پھاروں سے مراد ایک قول کے مطابق حقیقتاً خود پھاڑ ہیں، اور ایک قول کے مطابق احکام شرع ہیں جن کو قرار و ثبات میں پھاڑوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور جس قرارہ میں لتوؤں کا لام مفتوح اور فعل مرفاع ہے اُس قرارہ میں ان مخففہ ہو گا اور مراد ان کے مکر کی بڑائی۔ اور کہا گیا ہے کہ مکر سے مراد ان کا کفر ہے۔ اور قرارہ شایعہ کی صورت میں اس قول کی تایید قرآن مجید کی یہ آیت کو یہ کرتی ہے (قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شست ہو جائے اور پھاڑ گر جائیں ڈھنڈ کر) اور اول کی صورت میں جو پڑھا گیا ہے وہاں کان لعنتی نہیں تھا (ان کا مکر) اور میرے سردار! آپ کی پرکشیں ہمیشہ رہیں، یہ ہے

من ننادة (سؤال) عنها الى الاخرة
واليضا (وان) ما كان مكرهم
وان عظم (لتزول منه الجبال)
المعنى لا يعبأ به ولا يضر الا انفسهم
والمراد بالجبال هنا قيل حقيقتها وقيل
شائع الاسلام المشبهة بها
في القراء والثبات وفي
قراءة بفتح لام لتزول ورفع
ال فعل فات مخففة والمراد
تعظيم مكرهم وقيد المراد بالمكان
كفرهم ويناسبه على الشانية
تکاد السموات يتغطرف منه
وتتشق الارض و تخسر
الجبال هدا على الاقل
ما قدر و ما كان
وسودار من دامت بر كائم و
اين است از تفسير حسني (افت الله)
بدرستيکه خدا ی تعالی (یمسک

عہ معنی یہ ہے کہ اُن کا مکار اس قدر شدید ہے
کہ اس سے پھر اپنی جگہ سے ہٹ جائیں ۱۲
کمالین - (ت)

عه والمعنى لان كان مكرهم من الشدة
بعيit تزول عنها الجبال وتنقطع عن
اما كنهها ^٢اكمالين.

مطبع مجتبائی دہلی حصہ اول ص ۲۰۸
مطبع مجتبائی دہلی نصف اول ص ۲۰۸

۳۴/۱۲ تخت آیه لفیر جلالین
۳۵/۱۲ " " " کامین علی پامش حلالین

تفسیرینی کی عبارت (ات اللہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے
(یسک السموت والامرض) محفوظ رکھتا ہے
آسمانوں اور زمین کو (ات تزوہا) اس واسطے کا پنی
جگہوں سے زائل نہ ہو جائیں کیونکہ ممکن کیلئے حالت لبقا
میں کسی محافظت کا ہوتا ضروری ہے۔ منقول ہے کہ
جب یہود و نصاریٰ نے حضرت عذریٰ اور حضرت علیؓ
علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا تو آسمان و
زمین پھٹنے کے قریب ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
میں اپنی قدرت کے ساتھ ان کو محفوظ رکھتا ہوں تاکہ
پیر زوال نہ پائیں لیکن اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں ۔
اُسی میں ہے (اولم تکونوا اقسام من قبل)
ان کے جواب میں فرشتے بطور مبالغہ کہیں گے کہ
کیا تم نے اس سے پہلے دنیا میں قسمیں نہیں کھائی
تھیں کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے اور سوئے رہو گے
(مالکم من زوال) تھمارے لئے کوئی زوال نہیں
ہو گا۔ مراد یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ دنیا میں ہمیشہ^{رہیں گے اور دوسرے جہاں میں منتقل نہیں ہو گے۔}
اور اسی میں ہے (وان کان مکرهم) یقیناً ان کا
مکر سختی وہرن کی میں اس حد تک پڑھا ہوا تھا کہ
(اللّٰهُ مَنْهُ الْجَيْل) اس کی وجہ سے پھارا پنی جگہ
سے ہٹ جاتے۔ (ت)

السموات والامراض) نگاہ مسیدارہ
آسمانها و زمین را (ات تزوہا)
براۓ آنکہ زائل نہ شوند از آماکن خود چہ
ممکن را درحال بعت ناچار است
از نگاہ دارندہ آور دہ اند کہ چوں یہود و نصاریٰ
عزریٰ و علیؓ را بعض زندیٰ حق سجنہ
نسبت کرند آسمان و زمین نزدیک
پاؤ رسید کہ ششگافتہ گرد حق تعالیٰ افسوس
کہ من بقدر تبت نگاہ می دارم ایشان را
تا زوال نیابند لیعنی از جائے خود نزولہ ایضا
(اولم تکونوا) در جواب ایشان گویند
فرشتگان آیا بودید شما کہ از روئے مبالغہ
(اقسم من قبل) سو گندے خوردید پیش از ایں
در دنیا کہ شما پاینده و خوابیدہ بودید (مالکم
من زوال) نیاشد شمارا ہیچ زوالے مراد
آنست کمی گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود و
بمراۓ دیگر نقل نخواہیم نمود، والیقہ (وات
کان مکرهم) و بدستیکہ بود مک ایشان
در سختی وہول ساختہ رِ اختر (لتزوہ) تا زجائے
برود (منه الجیل) زان مکروہ ہا۔

اے محبوب و محب فیقر اید کو اللہ تعالیٰ فی کل حال (اللہ تعالیٰ ہر حال میں آپ کی مدد فرطتے۔ ت) جب کافروں کے زوال کے معنی ان کا اس دُنیا سے دار الآخرۃ میں جانا مسلم ہوا تو معامل صاف ہو گیا کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں اس پھر نے چلنے کا نام زوال نہ ہوا کیہ اُن کا چلنے پھرنا اپنے اماکن میں ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے اُن کو حرکت کرنے کا مسکان دیا ہے وہاں تک ان کا حرکت کرنا اُن کا زوال نہ ہوا ، یہی حال پھر اُوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا ان کا زوال ہوا ، جب یہ حال ہے تو زمین کا بھی اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہو گا اور اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہو سکتا۔ شکر ہے اس پروردگار کا کرسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مجھے گزیر نہ ہوا اور میری مشکل بھی ازبارگاہ حل المشکلات حل ہو گئی برکت کلامِ کرم :

وَمَنْ يَقُولَ اللَّهُ يَعْلَمُ لَهُ مُخْرِجًا وَيَرْزُقُهُ
نَكَالٍ دَوَّى كَأَوْرَاسَهُ دُرَّى اللَّادِسَ كَلَّى نَبَاتَتِ كَرَادَةً

من حیث لا يحتسب

جمان اس کا گمان نہ ہو۔ (ت)

اور یہ اس طرح ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سبکوں فی مکان کی تصریح کی فرمادی ملگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نہ فرمائی یعنی خاموشی فرمائی، قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک و تعالیٰ کے اور باعثِ خلیٰ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضرت معلم الحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے اماکن سے کے معنی آپ کے اس تابعہ رحمجاہد کبیر پرچیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے معنی میں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اسکا کیا ہے اس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی مگر ان اماکن میں اس کو حرکت امر کرده شدہ عطا فرماتی ہوتی ہے جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ اُن کا زوال نہیں ہے، اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں اسکا کردا شدہ ہے اور جاذبہ اور رفتار کیا ہے صرف اللہ پاک کے اسکا کا ایک نظور ہے اور کچھ نہیں، اب چاہیں تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو محدود کر دیں اور ہر چیز کو اس کے سچیز میں ساکن فرمادیں اس سے زائل نہیں ہو سکتی جیسے کہ سورج والشمس تجری لمستقی لہتا (اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراو کے لئے۔ ت) کی رو سے اپنے مجرے میں اسکا کیا گیا ہوا ہے اور

اپنے مجرے میں چل رہا ہے مگر اس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جرمیان ہے تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنے اس کا جرمیان ہے نہ کہ زوال۔

ذلک فضل اللہ یوئیہ من یشائے ۷۸
یہ اللہ کا فضل ہے جسے پا ہے دے —
فَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالشَّكْرُ وَالْمُتَّهِ.
اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پور و گار ہے
تمام جہانوں کا اور اس کا شکر اور احسان ہے (ت)
غیریں نواز! کرم فرمادیں میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر ان شمار اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنسوں
کو مسلمان کیا ہوا ہاں الٰم نجعل الارض مهاداً (کیا ہم نے زمین کو بچپونا نہ کیا۔ ت) کے بجائے
الذی جعل لکم الارض مهاداً انہ (وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچپونا کیا۔ ت)
درج فرمادیں دیباچہ میں، سب کو سلام سنوں قبول ہو۔

اجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي بأمره قامت السماء
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کے حکم
والارض والصلة والسلام على شفيع
سے آسمان و زمین قائم ہیں، اور درود و سلام
یوم العرض والله و صحبه و ابته و
حرزیہ اجمعین، امین!
ان کی آں، اصحاب، اولاد اور تمام امت پر
آمین! (ت)

مجاہدِ کتب مخلص فقیر، حتی طلب حتی پذیری اللہ القدير! و عليکم السلام ورحمة الله و
بركاته۔ دسوائی دن ہے آپ کی رجسٹری آئی میری ضوری کتاب کو طبع ہو رہی ہے اس کی اصل کے
صفحہ ۱۰۹۰ تک کا تب تک چکے اور صفحہ ۱۰۹۰ کے بعد سے مجھے تقریباً چال سیسی صفحات کے قد مضاف میں
پڑھانے کی ضرورت محسوس ہوتی، یہ مباحث جلید و قیقد پر مشتمل تھی، میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کو طبع
جاری رہے، اورہ طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرمائے ہیں وہی کیفیت اب تک ہے اب بھی اسی
طرح چار آدمی گرسی پر بٹھا کر مسجد کو لے جاتے لاتے ہیں، ان اور اراق کی تحریر اور ان مباحث جلید نامضہ

کی تنقیح و تقریر سے بحمدہ تعالیٰ رات فارغ ہوا اور آپ کی محبت پر الطینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوارہ رکھیں گے۔

آپ نے اپنا لقب مجاہدِ کبیر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپ کو مجاہدِ اکبر کہہ سکتا ہوں جو حضرت مولانا الاصدالا شد مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا الجو جلد سے جلد حق قبول کر لینے والا میں نے آپ کے پڑا برند دیکھا اپنے جھے ہوئے خال سے فوراً حتیٰ کی طرف رجوع لے آنا جس کا میں بارہا آپ سے تجربہ کر چکا نفس سے ہے، اور فتنے جہادِ اکبر ہے تو آپ اس میں مجاہدِ اکبر ہیں یا سرکاش اللہ تعالیٰ و تقبیل امین۔ امید ہے کہ بعونۃ تعالیٰ اس مستلم میں بھی آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائیں گے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں نے آپ سے مذکورہ و لذتُ اللہ الحمد۔

اسلامی مستلم ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں کو اکب چل رہے ہیں کل فی قلاد
یسبحونَ هُر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے، جیسے پانی میں چھپلی۔ اللہ عز وجل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے:
ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزو لا ۵ بیشک اللہ آسمان وزمین کو روکے ہوئے ہے
ولئن من التا ان امسکہما من احد مت کہ برکتہ نہ پائیں اور اگر وہ سرسکیں تو اللہ کے سوا
انھیں کون روکے، بے شک وہ حلم والا بخشنے والا
بعدہ انه کان حلیما غفورا ۶ ہے۔ (ت)

میں یہاں اتوالا اجملاً چند حرف گزارش کروں کہ ان شمار اللہ تعالیٰ آپ کی حق پسندی کو وہی کافی ہوں
پھر قد رے تفصیل۔

اجمالی کے افقر الصحابہ بعد الخلفاء الاربیم سیدنا عبد اللہ بن مسعود صاحب رسول رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس آیتے کریمہ سے مطلق حرکت کی نفع مانی،
یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پھونٹنے کو بھی زوال بتایا (دیکھئے نمبر ۲)۔

حضرت امام ابو مالک تابعی ثقہ جلیل تلمیذ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا۔ (دیکھئے آخر نمبر ۲)
ان حضرات سے زائد عربی زبان و معانی قرآن سمجھنے والا کون!

علام نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر غائب القرآن میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر فرماتی ہے: (ان تزوولاً) کراہۃ نزولہما عن مقرہ هما و مرکزہما لیعنی اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقروہ مرکز سے بہت نہ جائیں۔ مقرہ ہی کافی تھا کہ جائے قرار و آرام ہے، قرار سکون ہے مٹا فی حرکت۔ قاموس میں آتا ہے، قرسکن۔ مگر انھوں نے اس پر اکتفا نہ کی بلکہ اس کا عطف تفسیری مرکزہما را مدد کیا مرکز جائے رہ کن۔ سرکن گارڈن، جہاں لیعنی آسمان و زمین جہاں جسے ہوئے گڑے ہوئے ہیں وہاں سے نہ بہکیں۔ نیز غائب القرآن میں زیر قول تعالیٰ، الذی جعل لکم الارض فراشاً (اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بھپونا بنایا۔ ت) فرمایا:

لَا يَتَمَّ الْأَفْتَرَاثُ عَلَيْهَا مَا لَمْ تَكُنْ
سَاكِنَةٌ وَيَكْفِي فِي ذَلِكَ مَا عَطَاهَا خالقُهَا
وَسَرْكَزُ فِيهَا مِنْ الْمَيْلِ الْطَّبِيعِيِّ الْمُتَوَسِّطِ
إِنْ تَرَكَنَّ إِلَيْهِ يَسِّكِ السَّمُوَاتُ وَالْأَرْضَ
أَنْ تَزُولَ لَكُمْ

نَزَّلَنِي - (ت)

اسی آیت کے نیچے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے:

اعلم ان کوت الارض فراشا مشروط
بكونه ساکنة، فالارض غير متحركة
لابا الاستدامة ولا بالاستقامة، و
سكون الارض ليس الا من الله تعالى
بقدره و اختيارة ولهمذا قال الله تعالى
أَنْ تَرَكَنَّ إِلَيْهِ يَسِّكِ السَّمُوَاتُ وَالْأَرْضَ
ان تزولاً لَكُمْ ملتقطا.

له غائب القرآن (تفسیر نیشاپوری) تحت آیۃ ۳۵/۳۱ مصطفیٰ الباجی مصر ۸۳/۲۲

لله القاموس المحيط باب الارض فضل العافت ۱۱۹/۲ " " "

له غائب القرآن (تفسیر نیشاپوری) تحت آیۃ ۲۲/۴ ۱۹۳/۱ " " " ۱۹۳/۲ او ۱۹۲/۱

له مفاتیح الغیب (التفسیر المکبیر) ۲۲/۲ " " " المطبعة المصرية بمیدان الانزہ ۰۷/۱۰۲

قرآن عظیم کے وہی معنی لینے میں جو صحابہ و تابعین و مفسرین معتقد ہیں نے لئے ان سب کے خلاف وہ معنی لینا ہے جن کا پتائنا صراحت ساتھ میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہو سکتا ہے، قرآن کریم کی تفسیر بالاراء اشکبیرہ ہے جس پر حکم ہے :

فَلِيَتَبْوُءْ مَقْعِدَةً مِنَ النَّارِ إِلَيْهِ وَإِنْ شَاءْ كَانَ جَهَنَّمَ مِنْ بَنَاءِ لَهُ

یہ تو اُس سے بھی پڑھ کر ہو گا کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے فصاری کے موافق، والیاد بالله، یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ صحابی جدیل القدر ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اسرار سکھائے ان کا القبہ ہی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اسرار حضور کی یادیں پوچھتے، اور عبید اللہ تو عبد اللہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ یہ جو فرمائیں اسے مضبوط تحامو تمسکوا بعهدہ ابن مسعود (ابن مسعود کے فرمان کو مضبوطی سے تحامو۔ ت) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے:

رسضیت لامتی ما رضی لها ابن ام عبد میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا جو اس دکر هست لامتی ما کرہ لها ابن ام عبد ت کے لئے عبد اللہ ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند رکھا جو اس کے لئے ابن مسعود ناپسند رکھیں۔

اور خود ان کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا: استقر او القرآن من اس بعده من قرآن چار شخصوں سے پڑھو۔ سب میں پہلے عبد اللہ عبد اللہ ابن مسعود الحدیث۔ ابن مسعود کا نام لیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں برداشت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ

لہ جامع الترمذی ابو البقیر باب ما جاء في الذي لغير القرآن برأيه امین پسند دہلی ۱۱۹/۲

لہ جامع الترمذی باب المناقب من اقب عبد اللہ بن مسعود امین پسند دہلی ۲۲۱/۲

حلیۃ الاولیاء ذکر عبد اللہ بن مسعود دار المکتب العربي بیروت ۱۲۸/۱

لہ مجمع الزوائد كتاب المناقب من اقب عبد اللہ بن مسعود ۲۹۰/۹

لہ صحیح البخاری ۵۳۱/۱

صحیح مسلم كتاب الفضائل فضائل ۲۹۳/۲

قدیمی کتب خانہ کراچی

علیہ وسلم ہے۔

اور عجائب نعماتِ الہیہ سے یہ کہ آئی کہ ان تزوکا کی تفسیر اور یہ کہ مخورِ حکمت بھی موجبِ زوالِ چ چاہے حکمت علی المدار۔ ہم نے دو صحابی جبیل القدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، دونوں کی نسبت حضور انور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جوبات تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ دونوں حدیثیں جامع ترمذی شریف کی ہیں۔ اول، محدث شکم ابن مسعود بیان کرے اس کی تصدیق کرو۔ (ت)

دوم:

محدث شکم حدیفة فصدقوا۔ جوبات تم سے حدیفہ بیان کرے اس کی تصدیق کرو۔ (ت)

اب یہ تفسیر ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ اسے مانو اس کی تصدیق کرو والحمد للہ سرت العالمین ہمارے معنی کی تو یہ عظمتِ شان ہے کہ مفسرین سے ثابت، تابعین سے ثابت، اجل صحابہ کرام سے ثابت، خود حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے اُس کی تصدیق کا حکم۔

اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالیٰ اور بہت آیات اور صد بیانات احادیث اور اجماع امت اور خود اقرارِ مجاہد بکیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کریں گے و بالله التوفی۔ آپ نے جو معنی لئے کیا کسی صحابی، کسی تابعی، کسی امام، کسی تفسیر، یا جانے دیجئے چھوٹی سے چھوٹی کسی اسلامی کتاب میں دکھائے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین گرد آفتاب دورہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے صرف اتنا روکے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نہ جائے لیکن اس پر اسے حکمت کرنے کا امر فرمایا ہے۔ حاشیہ اللہ! ہرگز کسی اسلامی رسالہ، پڑھے، رسم سے اس کا پتا نہیں دے سکتے سوسائنس نصاری کے۔ آگے آپ انصاف کریں گے کہ معنی قرآن وہ لئے جائیں یا یہ۔ مجب مخلصا! وہ

۱۔ جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمار بن یاسر امین گپنی دہلی ۲۲۱/۲

مسند احمد بن حبیل حدیث حدیفہ بن الجمان المکتب الاسلامی بہروت ۵/۳۸۵ ۳۰۲۹

۲۔ جامع الترمذی ابواب المناقب النبی صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مناقب حدیفہ ابن الجمان امین گپنی دہلی ۲۲۲/۲

کون سانچی ہے جس میں کوئی تاویل نہیں گھڑ سکتے یہاں تک کہ قادیانی کا فرنے و خاتو النبیین میں تاویل گھڑ دی کر رسالت کی افضلیت اُن پر ختم ہو گئی اُن جیسا کوئی رسول نہیں ہے۔ ناؤ توی نے گھڑ دی کہ وہ نبی بالذات ہیں اور نبی بالعرض، اور موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے ان کے بعد بھی اگر کوئی نبی ہو تو ختم نبوت کے خلاف نہیں کہ یوں ہی کوئی مشرک لا الہ الا اللہ میں تاویل کر سکتا ہے کہ اعلیٰ میں حصر ہے لیعنی اللہ کے برابر کوئی خدا نہیں اگرچہ اس سے چھوٹے بہت سے ہوں جیسے حدیث شریف

لَا قُتِّيَ الْأَعْلَى لَا سِعْتَ إِلَّا ذَوَالْفَقَارِ^{۲۷}
نہیں ہے کوئی جوان مگر علی (کرم اللہ وجہہ الکریم)
اور نہیں ہے کوئی تلوار مگر ذوالفقار۔ (ت)

دوسری حدیث:

لَا وَجْهَ لِاُوْجَعِ الْعَيْنِ وَلَا هُمْ اَلَاهُمْ
الَّذِينَ شَهَدُوا

ایسی تاویلوں پر خوش نہ ہونا چاہئے بلکہ جو تفسیر ما ثور ہے اس کے حضور سر کھو دیا جائے اور جو مسلمانوں میں مشور و مشقول ہے مسلمان اُسی را عتیقد لائے۔

مجھی مخلصی! اللہ عزوجل نے آپ کو پکا مستقل سُنی کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ اب سے پہلے رافضی چوم تدرز نہ تھے کا ہے سے رافضی ہوئے، کیا اللہ یا قرآن یا رسول یا قیامت وغیرہا ضروریاتِ دین سے کسی کے منکر نہ تھے؟ ہرگز نہیں، انھیں اسی نے رافضی کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت نہ کی۔ مجھا ادل کو صحابہ کی عظمت سے ملدو کر لینا فرض ہے انھوں نے قرآن کریم صاحب قرآن صحتے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھا حضور سے اس کے معانی لیکے اُن کے ارشاد کے آگے اپنی فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو ایک علامہ متجھ کے حضور کسی جاہل گتوار بے تیز کو۔ مجھا! صحابہ اور خصوصاً حذیفہ و عبد اللہ ابن سعید جیسے

٣٣ / ٣٠ - القرآن الكريم

لہ تحذیر الناس کتب خانہ رحیم سہارن پور اندھیا

٢٦٥ ص دار الكتب العلمية مروت حدث - ١٠٦٠ سلسلة المعرفة

٥ الدرر المنشرة في الأحاديث المشهورة حرف لا حديث ٣٩٣م المكتب الإسلامي بيروت ص ١٨٢

صحابہ کی یہ کیا علت ہوئی اگر ہم خیال کریں کہ جو معنی قرآن عظیم انہوں نے سمجھے غلط ہیں ہم جو صحیح وہ صحیح ہیں ، میں آپ کو اللہ عز وجل کی پناہ میں دیتا ہوں اس کے آپ کے دل میں ایسا خطہ بھی گزرے —
فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ (تواللہ تعالیٰ سب سے بہتر نگہبان اور وہ ہر مہربان سے
بڑھ کر مہربان ہے - ت)۔

میں امید و اشیٰ رکھتا ہوں کہ اسی قدر احوالِ جیل آپ کے انعافِ جزیل کو بس۔ آپ تدریس
تفصیل بھی عرض کروں :

(۱) زوال کے اصل معنی سرکنا، ہٹانا، جانا، حرکت کرنا، بدلا ہیں۔ قاموس میں ہے :
الزوال الذهاب والاستحالۃ۔ زوال کا معنی ہے جانا اور ایک حال سے
دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا۔ (ت)

اسی میں ہے :

کل ماتحول فقد حال واستحلل۔ ہر وہ جس نے جگ بد لی تو بیشک اس نے حال بدلا
اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوا۔ (ت)

ایک لمحہ میں ہے ، کل ماتحرک او تغیر (ہر وہ جس نے حرکت کی یا تبدیل ہوا۔ ت)
یوں ہی عباد میں ہے ، تحول او تحرک (بدلا یا حرکت کی - ت)
تاج العروس میں ہے :

انزال اللہ تعالیٰ زوالہ ای اذہب اللہ حرکتہ (انزال اللہ) اللہ تعالیٰ نے اس کے زوال کا
و زوال زوالہ ای ذہبت ازالہ فرمایا یعنی اس کی حرکت کو ختم فرمادیا۔ اور

۳۳/۳۰ لـ القرآن الحکیم

۳۰۷/۳ لـ القاموس المحيط فصل الزار باب اللام تحت لفظ "الزوال" مصطفیٰ ابریبی مصر

۳۴۳/۳ لـ " " فصل الخامن " " " الحول " " " " "

۲۹۲/۴ لـ تاج العروس فصل الخامن من باب اللام تحت لفظ "الحول" دار احیاء الرثاث العربي بیروت

۵ " " بـ بحوار العباب " " " " " " " " "

حرکتہ بے

اس کا زوال زائل ہو ایعنی اس کی حرکت ختم
ہو گئی۔ (ت)

نہایہ ابن اثیر میں ہے :

فِ حَدِيثِ جَنْدَبِ الْجَهْنَىٰ "وَاللَّهُ لَهُ دُخَالُهُ
سَهْمِيٌّ وَلُوكَاتٌ مِنَ الْأَنْزَالَةِ لِتَحْرِكٍ أَنْزَالَةٍ
كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْحَيَاةِ يُزَوَّلُ
عَنْ مَكَانِهِ وَلَا يَسْتَقِرُ" وَ كَانَ هَذَا
الْمَرْءُ مَدْسُونٌ نَفْسَهُ لَا يَتَحْرِكُ لِشَلَادٍ
يَحْسُ بِهِ فِي جَهَنَّمِ عَلَيْهِ^۱

جندب جهنی کی حدیث میں ہے بخدا امیر ایراس میں
پیوست ہو گیا، اگر اس میں حرکت کی طاقت
ہوتی تو وہ حرکت کرتا۔ ”زائل“ اس حیوان کو
کہتے ہیں جو اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور فرار
نہ پکڑے۔ جس کو تیر لگا تھا اس نے اپنے آپ
کو حرکت سے روک لیا تاکہ اس کے بارے میں
پتا نہ چل سکے اور اس کو ہلاک کر دیا جائے (ت)

(۱) دیکھو زوال معنی حرکت ہے اور قرآن عظیم نے آسان وزین سے اس کی نفی فرمائی تو حرکت
زمین و حرکت آسان دونوں باطل ہوئیں۔

(ب) ”زوال“ جانا اور بدلتا ہے، حرکت محوری میں بدلتا ہے اور مدار پر حرکت میں جانا بھی، تو
دونوں کی فتنی ہوتی۔

رج) نیز نہایہ و ذیثیر امام جلال الدین سیوطی میں ہے :

الزویل الانزعاج بحیث لا يستقر على زویل کا معنی بے قراری ہے اس طور پر کسی ایک
المکاف و هو والزوال بمعنى۔ جگہ قرار نہ پکڑے۔ زویل اور زوال کا معنی
ایک ہی ہے۔ (ت)

قاموس میں ہے :

زَعْجَهُ وَاقْلَقَهُ وَقْلَعَهُ مِنْ مَكَانِهِ
كَانَ زَعْجَهُ فَانْزَعْجَهُ۔

اس کو بے فثار و مفترب کیا اور اس کو اپنی
جگہ سے ہٹایا، جیسے اس کو بے فثار کیا تو
وہ بیقرار ہو گیا۔ (ت)

لِتَاجِ الْعَرُوسِ فَصْلُ الزَّائِي مِنْ بَابِ الْلَّامِ دارِ احْيَاءِ الرَّاثِ الْعَرَبِيِّ بِرُوْتَ ۳۹۲/۴

لِكَلَّهِ النَّهَايَةِ فِي غَرِيبِ الْحَدِيثِ وَالْأَثْرِ بَابُ الزَّائِي الْوَأَوْ تَحْتَ لِفْظِ زَوَالٍ تَحْقِيقَةُ الْإِسْلَامِيَّةِ بِيَرْدَ ۳۱۹/۲

لِكَلَّهِ القَامُوسِ الْعَجِيدِ فَصْلُ الْأَرَادَ وَالْأَرَائِي بَابُ الْجَمَّ تَحْتَ لِفْظِ زَعْجَهُ مَصْنَعَةُ الْبَابِيِّ مَصْرَ ۳۲۰/۲

۱۹۸/۱

لسان میں ہے:

الْأَنْعَاجُ نَقِيضُ الْأَقْرَاسِ بِهِ

انزعاج (پے قرار کرنا) اقرار (ایک بجھنے کرنے کی خدھبے۔ (ت)

تاج میں ہے:

قلق الشئ قلقاً هوان لا يستقر في مكان واحد يله

قلق الشئ قلقاً کا معنی یہ ہے کہ شے ایک جگہ میں قرار نہ پکڑے۔ (ت)

مفردات امام راغب میں ہے:

قر في مكانه يقرقراراً ثبت ثبوتا جاما دا
واصله مت القر وهو البد و هو
يقتضى السكون والحرققنى الحركة

قرفی مکانہ یقر قرار کا معنی یہ ہے کہ شئی اپنی بجھ ثابت ہو کر بھرگئی۔ یہ اصل میں مشتمل ہے قر سے، جس کا معنی سردی ہے اور وہ سکون کا تقاضا کرتی ہے جبکہ گرمی حرکت کی تقاضی ہے۔ (ت)

قاموس میں ہے:

قرب المكان ثبت و سکن كاستقر به

قرب المكان کا معنی بھرنا اور سکن ہونا جیسا کہ استقر کا معنی بھی یہی ہے۔ (ت)

دیکھو زوال انزعاج ہے، اور انزعاج قلق اور قلق مقابل قرار اور قرار سکون ہو تو زوال مقابل سکون ہے اور مقابل سکون نہیں مجرّد حرکت تو ہر حرکت زوال ہے۔ قرآن عظیم آسمان و زمین کے زوال سے انکار فرماتا ہے، لاجرم ان کی ہر گونہ حرکت کی نقی فرماتا ہے۔

(د) صراح میں ہے:

زَانَةٌ جَنِيدَةٌ وَرَوْنَدَةٌ وَأَسْنَدَةٌ زَانَةٌ کا معنی جنبش کرنے والا، جانی والا اور آئینا والا ہے۔ (ت)

۱- لسان العرب تحت لفظ "زَانَةٌ" دارصاد بیروت ۲۸۸/۲

۲- تاج العروس فصل القاف تحت لفظ "العلق" دار احیاء التراث العربي بیروت ۵۸/۴

۳- المفردات في غرائب القرآن القاف مع الراe نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۰۶

۴- القاموس المحيط فصل القاف باب الاراء مصطفیٰ ابیانی مصر ۱۱۹/۲

۵- صراح فصل الزائر باب اللام نوکشور نکشنہ ص ۳۲۳

زمین اگر محور پر حرکت کرتی جنیہ ہوتی اور مدار پر تو آئندہ دروندہ بھی بہر حال زائل ہوتی اور قرآن عظیم اُس کے زوال کو باطل فرماتا ہے، لاجرم اس سے ہر نوع حرکت زائل۔

(۲) کریمہ وان کان مکرهم لائزول منہ الجبال اُن کا مکراتا نہیں جس سے پھاڑ جگہ سے ٹل جائیں، یا اگرچہ اُن کا مکرا یا بڑا ہو کر جس سے پھاڑ ٹل جائیں، یہ قطعاً ہماری ہی موید اور ہرگز حرکتِ جبال کی نفی ہے۔

(۱) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پھاڑ ثابت ساکن و مستقر ایک جگہ جمع ہوئے ہیں جن کو اصل جنبش نہیں۔ تفہیر عناية القاضی میں ہے؛
ثبوت الجبل یعنی الغبی والذکی۔ پھاڑ کے ثبوت و قرار کو کہہ ذہن اور تیز ذہن والا دونوں جانتے ہیں۔ (ت)

قرآن عظیم میں ان کو سواسی فرمایا، سو اسی ایک جگہ جا ہو پھاڑ، اگر ایک انگل بھی برک جائیگا قطعہ
نہال الجبل صادق آئے گا نیز کہ تمام دُنیا میں لاحکتا پھرے۔ اور نہال الجبل نہ کہا جائے ثبات و
قرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہو گیا۔ اپنی منقولہ عبارتِ جلالین دیکھئے
پھاڑ کے اسی ثبات و استقرار پر شرائع اسلام کو اُس سے تشبیہ دی ہے جن کا ذرہ بھر ہلانا ممکن نہیں۔

(ب) اسی عبارتِ جلالین کا آخوند دیکھئے کہ تفسیر دوم پر یہ آیت و تخریج الجبال هدا کے منصب
ہے لونی اُن کی طعون بات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پھاڑ دُھکہ کر گر پڑتے۔ یوں ہی معالم التزلیل
ہیں۔ ہے؛

وهو معنی قوله تعالى و تخریج الجبال هدا۔ اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا "اور
پھاڑ دُھکہ کر گر پڑتے۔ (ت)"

یضمون ابن العیید و ابن حجر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کیا نیز جویں بر صحابک سے راوی ہوئے کہ قوله تعالیٰ و تخریج الجبال هدا (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول

لہ القرآن الکریم ۳۶/۱۳

لہ عناية القاضی و کفاۃ الراضی حاشیۃ الشہاب تحت آیۃ ۳۶/۱۳ دار صادر بریڑ ۵/۲۴

لہ معالم التزلیل (تفسیر البغوي) تحت آیۃ ۹۰/۱۹ دار المکتبۃ العلمیۃ ۳/۳۲

لہ جامیں البیان عن الصحابک (تفسیر ابن حجر) ۱۶/۱۳ دار احیات التراث العربي بریڑ ۳/۲۹

”اور وہ پھاڑ گر جائیں گے ڈھدر کر۔“ ت) اسی طرح قاتدہ شاگرد اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ظاہر ہے کہ ڈھدر کر گئنا اُس جنگل سے بھی اُسے نہ نکال دے گا جس میں تھا نہ کہ دنیا سے۔ ہاں جما ہوا ساکن مستقر نہ رہے کا تو اُسی کو زوال سے تعبیر فرمایا اور اسی کی نفعی زمین سے فرمائی تو وہ ضرور جی ہوتی ساکن مستقر ہے۔

(ج) رب عزوجل نے سیدنا موسیٰ علی نبینا الکرم وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا،
لن توانی ولکن انظر الی الجبل فانت تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے ہاں پھاڑ کی طرف دیکھو
استقر مکانہ فسوف توانی لے اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ
و گے۔

پھر فرمایا:

فَلَمَّا تَجْلَى سَبَهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكَّاوَخْرَتْ جب ان کے رب نے پھاڑ پر تجلی فرمائی اسے مکرٹے
کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گئے۔
کیا مکرٹے ہو کر دنیا سے نکل گیا ایشیا یا اُس ملک سے۔ اس معنی پر تو ہرگز جگہ سے نہ ملا، ہاں وہ خاص محل جس میں جما ہوا تھا وہاں نہ جمارا، تو معلوم ہوا اسی قدر عدم استقرار کو کافی ہے۔ اور اور پر گزرنا کہ عدم استقرار یعنی زوال ہے زمین بھی جماں جی ہوتی ہے وہاں سے برکے، تو بیشک زائد ہو گئی اگرچہ دنیا یادار سے باہر نہ جائے۔

(د) اس آیت کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل اسلامی میں ہے،
وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ فِي غَايَةِ الْمَتَانَةِ وَأَرْجُوْنَ كَالْحِمْضِبُولِ اُور سختی کی زیادتی کے سبب الشدَّةِ مَعْدَدًا لِأَنَّ اللَّهَ الْجَبَلَ عَنْ سے پھاڑوں کو اپنی جگہوں سے ہٹانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ (ت)
مقام ہائے۔

نیشاپوری میں ہے: اس اللہ الجبال عن اماکنہما (پھاڑوں کو ان کی جگہوں سے ہٹانا۔ ت)

لِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۚ / ۱۳۳
لِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۚ / ۱۳۳

۳- ارشاد العقل اسلامی (تفسیر ابن الصود) تحت آیت ۱۳/۶ دارالحکایۃ الرّاثۃ العربیۃ ۵/۵۸
لِهِ غَرَابَ الْقُرْآنِ وَرَغَابَ الْقُرْآنِ تحت آیت ۱۳/۶ مصطفیٰ الباجی مصر ۱۳۶/۱۳

۱۴
۱۴

خازن میں ہے؛ تزول عن اماکنہا (پھر اپنی جگہوں سے ہٹ جائیں۔ ت)، کشاف میں ہے؛ تنقلم عن اماکنہا (پھر اپنی جگہوں سے اکٹھ جائیں۔ ت)، مدارک میں ہے؛ تنقطع عن اماکنہا (پھر اپنی جگہوں سے جدا ہو جائیں۔ ت)، اسی کے مثل آپ نے کمالین سے نقل کیا یہاں بھی مکان و مقام سے قطعاً و ہی قرار ہے جو کریمؐ فان استقر مکانہ میں تھا ارشاد کا ارشاد مقارها جایاے قرار اور کشاف کا فقط تنقلم خاص قابل لحاظ ہے کہ اکٹھ جانے ہی کو زوال بتایا۔

(۵) سعید بن منصور اپنے سکن اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابو مالک غزوہ ان غفاری کو فیض امام سعدی کبیر و تلیذ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی،
اُستاذ امام سعدی کبیر و تلیذ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی،
وان کات مکرهم لرزول منه الجبال اگرچہ ان کا مکرہ مدتک تھا کہ اس سے پھر
قال تحرکت ہے
فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ حرکت کریں۔ (ت)
انہوں نے صاف تصریح کر دی کہ زوالِ جبال اُن کا وعہ رُزنا جنس کھانا ہے۔ اسی کی زمین سے نفی ہے
و لہذا الحمد۔

(۶) اُپر گزر اکہ زوال مقابل قرار و ثبات ہے اور قرار و ثبات حقیقی سکون مطلق ہے دربارہ
قرار عبارت امام راغب گزری۔ اور قاموس میں ہے:
المثبت بروزن مکرم وہ شخص ہے جس میں بیماری
و بکسر البا، الذی ثقل فلم یبرح الفراش مثبت کمکرہ من لاحراك به من المرض
کی وجہ سے حرکت نہ ہو اور اگر مثبت یعنی بار
وداء ثبات بالضم معجز عن
شخص جس کی بیماری بڑھ گئی اور وہ صاحب فراش
الحرکة ہے
ہو گیا۔ اور دار کا معنی ثبات ہوا، ثابت یعنی حرکت سے عاجز کر دینے والا مرض۔ (ت)

لہ باب التویل فی معانی التزلیل (تفسیر خازن) تحت آیۃ ۳۶/۱۳ مصطفیٰ البابی مصر ۳/۵۳
لہ اکشاف تحت آیۃ ۳۶/۱۳ مکتب الاعلام الاسلامی قم ایران ۵۶۹/۴
لہ مدارک التزلیل (تفسیر فی) دارالکتاب العربي بیروت ۲۶۶/۲
کہ القرآن الکریم ، ۱۳۳/۲

لہ تفسیر القرآن العظیم (ابن ابی حاتم) تحت آیۃ ۳۶/۳ مکتبہ زوار مصطفیٰ الباب
لہ القاموس الجیط فصل التاریخ والشریعت باب التاریخ مصطفیٰ البابی مصر ۱۵۰/۱

مگر تو شعاً و اروثیات ایک حالت پر بعما رکو کتے ہیں اگرچہ اس میں سکون مطلق نہ ہو تو اس کا مقابل زوال اُسی حالت سے انفصل ہو گا۔ یعنی مقر و مستقر و مکان ہر جسم کے لئے حقیقت دہ سلی یا بعدِ مجرد یا موہوم ہے جو جسمِ جوانب سے اس جسم کو حاوی اور اس سے ملاصت ہے۔ یعنی علمائے اسلام کے ذریک دہ فضائے متعلق ہے یہ جسم بھرے ہوئے ہے ظاہر ہے کہ وہ دُبئے برکنے سے بدلتی ہے یہی جسم کا مکان خاص ہے اور اسی میں قرار دشائیت حقیقی ہے اس کے لئے یہ بھی ضرور کہ وضع بھی نہ بدے، کہ کہ اپنی جگہ قائم رہ کر اپنے محور پر گھوٹے مکان نہیں بدلتا مگر اسے قادر و ثابت و سکن نہ کہیں گے بلکہ زائل و حالی و متحرک۔ پھر اسی تو شع کے طور پر بیت بلکہ دار بلکہ محلے بلکہ شہر بلکہ کشیر ملکوں کے حاوی حصہ زمین میں مثل ایشیا بلکہ ساری زمین بلکہ تمام دنیا کو مقر و مستقر و مکان کتے ہیں، قال تعالیٰ،

ولکم فیہا مستقر و متساع الْ حیین لَهُ
اور تحسین ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور
برتاہے (ت)

اور اس سے جب تک جداتی نہ ہو اُسے قرار و قیام بلکہ سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں حرکات پر مشتمل ہو وہذا کہیں گے کہ موقع بازار بلکہ لاہور بلکہ پنجاب بلکہ ہندوستان بلکہ ایشیا بلکہ زمین ہمارے مجہد کر کا مسکن ہے وہ ان میں سکونت رکھتے ہیں وہ ان کے سات کن ہیں حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ سکون و حرکت متبایان مگر یہ معنیِ مجازی ہیں، لہذا جائے اعتراض نہیں۔ لاجرم محلِ نفعی میں ان کا مقابل زوال بھی اخھیں کی طرح مجازی و تو شع ہے اور وہ نہ ہو گا جب تک ان سے انتقال نہ ہو؛ کفار کی وہ قسم کہ ہالنا من شر وال اسی معنی پر تھی یہ قسم نہ کھاتے تھے کہ ہم ساکن مطلق ہیں چلے پھر تے نہیں، نہیں کہ ہم ایک شہر یا ملک کے پابند ہیں اس سے مشتمل نہیں ہو سکتے بلکہ دنیا کی نسبت قسم کھاتے تھے کہ ہیں یہاں سے آخرت میں جانا نہیں ان ہی الاحیات الدنیا نمود نخیا و عانحن بسعوثین (وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں اور ہیں اٹھتا نہیں۔ ت) مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے،

وَاَقْسِمُوا بَيْنَهُمْ جِهَدًا يَا نَهْمًا لَا يَبْعَثُ اللَّهُ
کی کوشش کی کر اللہ تعالیٰ فرمے نہ اٹھائیں (ت)
من يموت لَهُ

لَا جُرْمَ تِسْرِي أَيْهَى كَيْرِمِي زَوَالٍ سَمَّ مَرَادِنِيَا سَأَخْرَتْ مَيْيَى جَانَّا هَوَ، نَرِيَّى كَدُّنِيَا مَيْيَى أَنْ كَأَچْلَنْ بَجْرَنَا^۴
زَوَالٍ نَمِيْسَ قَطْعًا حَقِيقِي زَوَالٍ هَيْ بَحْسَ كَسَدِي اُورِسُنْ چَكَّه اُورِعِيمَشْ فَيْ بَيَانَ آَگَهَ آَتَاهَيْ بَهْ مَغْرِيَيَيْ اُسَ
كَاذِكَه بَهْ بَحْسَ كَيْ وَهْ قَمَمَ كَحَاتَه بَتَهْ اُورِفَهَ نَهْ تَحَمَّلَ مَغْرِيَيْ دَنِيَا سَأَنْتَالَ مَعْنَى مَحَازِيَيْ كَهْ لَهْ قَرِيَّه دَرَكَارَهْ تَهْ بَهْ
يَهَا قَرِيَّه أَنْ كَهْ بَيْيَى اَقوَالَ بَعِيَّةَ مَيْيَى بَلَكَه خَوَادِسِيَيْ آَيَتَ صَدَرِيَيْ صَرَيَّه مَقَالِيَيْ مَوْجَدَه كَهْ رَوْزَ قِيَّاسَتَه
كَهْ سَوَالَ وَجَوابَ كَاذِكَه بَهْ فَرَمَاتَه بَهْ :

وَإِنَّ رَبَّ النَّاسِ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ
الَّذِينَ ظَلَمُوا سَبَّا أَخْرَنَا إِلَى أَجْلِ قَرِيبٍ
نَجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَبِعَ الرَّسُلُ اولَمْ تَكُونُوا
أَقْسَمُ مَنْ قَبْلَه مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ إِلَّا
لَيَكُنْ كَرِيمَةً أَنَّ اللَّهَ يَمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، أَنْ تَرْكَلَه (بَهْ شَكَّ اللَّهُ تَعَالَى أَسْهَافُوْنَ اُورِزِيَّيْنَ كُورَوْكَه
هَوَنَه بَهْ كَهْيَى جَنْبَشَه نَرْكَيْ - ت) مَيْيَى كَوْنَى قَرِيَّه نَمِيْسَ تَوْ مَعْنَى مَحَازِيَيْ لَيَنَا كَسَيْ طَرَحَ جَارَزَهْيَى هَوْ سَكَه
بَلَكَه قَطْعًا زَوَالٍ اپْنَه مَعْنَى حَقِيقِي پَرَه بَهْ كَاهِيَّى قَرَادَشَاتَ وَسَكُونَ حَقِيقِيَيْ كَاهِچَوْرَنَا، أَسَهْ كَنْيَى هَهْ تَوْ
ضَرُورَسَكُونَ كَاهِيَّاتَه هَهْ اِيكَ جَلَدَ مَعْنَى مَحَازِيَيْ مَيْيَى اَسْتَهَالَ دِيلَكَه كَهْ دَوْسَرَيْ جَلَگَه بَلَاقَرِيَّه مَحَازِيَه مَرَادِلَيَّه هَرَگَه
حَلَالَ نَمِيْسَ -

(۳) نَمِيْسَ نَمِيْسَ بَلَاقَرِيَّه نَمِيْسَ بَلَكَه غَلَافِ قَرِيَّه - يَهْ اَوْسَختَ تَرَه بَهْ كَهْ كَلَامَ اللَّهِ مَيْيَى پَورَى تَحْرِيَّه
مَعْنَوَيِي كَاهِپَلَوَدَه كَاهِرَبَه عَزَّ وَجَلَه نَهْ يَسْكَه فَرَمَيَاهَه اَوْ رَاصَاكَه رَوْكَنَه، تَحَمَّلَتَه، بَنْدَرَهْ تَهْ -
وَلَهْذَا جَوْزِيَّيْنَ كَهْ پَانِيَه نَهْ دَهْ رَوْكَه رَكَه اَسَهْ مَسَكَه اَوْ رَاصَاكَه كَهْتَه بَيْيَى اَنْسَارَه وَابْجَارَهْيَنِيَّه
كَهْتَه حَالَانِكَه أَنَّ مَيْيَى بَيْيَى كَهْ حَرَكَتَه وَهِيَنَه تَكَهْ هَوْگَيْ جَهَانَ تَكَهْ اَحْسَنَ اَنْلَقِيَّه جَلَلَه وَعَلَانَه اُسَهْ كَاهِ اَسْكَانَ دِيلَيَّه
قَامُوسَه مَيْيَى بَهْ :

امْسَكَه جَسَه المَسَكُ مَحْرَكَه المَوْضِعِ يَسْكَ
الْمَاءَ كَالْمَسَكِ كَسَحَابَه تَهْ
مسَكَ بِرْوَزَنَ سَحَابَه - (ت)

یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت کم جی بھی زوال نہ ہو کہ جہاں تک احسن الخالقین تعالیٰ نے امکان دیا ہے اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

(۵) اگر ان معنی کو مجازی نہ لیجئے بلکہ کہتے کہ زوال عام ہے مکان و متفرغ حقیقی خاص سے برکنا اور موقع عام اور مطعن عدم اعلم از اعلم سے جُہا ہونا سب اُس کے فرد ہیں تو ہر ایک پر اس کا اطلاق حقیقت ہے جیسے زید و عمر و بکر و غیرہ تم کسی فرد کو انسان کہتا تو اب بھی قرآن کریم کا مفاد زمین کا وہی سکون مطلق ہو گا نہ کہ اپنے مار سے باہر نہ جانا۔ تزو لا فعل ہے اور محل نقی میں وارد ہے اور علم اصول میں مصروف ہے کہ فعل قوۃ نکره میں ہے اور نکره یعنی نقی میں عام ہوتا ہے، تو معنی آیت یہ ہوئے کہ انسان وزمین کو کسی قسم کا زوال نہیں نہ موقع عام سے نہ مستقر حقیقی خاص سے، اور یہی سکون حقیقی ہے ولہما الحمد۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجادد بخاری کو اپنی عبارت میں ہر جگہ قید بر حافی پڑی زمین کا اپنے اماکن سے زائل ہو جانا اس کا زوال ہو گا۔ زائل ہو جانا قطعاً مطلقاً زوال ہے، زائل ہو جانا زوال کا ترجیح رہی تو ہے مکان خاص سے ہو خواہ ماکن سے، مگر اول کے اغراج کو اس قید کی حاجت ہوتی یعنی فرمایا زمین کا زوال اس کے اماکن سے، پھر فرمایا: جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو امساک کیا ہے اس سے باہر برکنہیں سکتی۔ پھر فرمایا: اپنے مار میں امساک کر دہ شدہ ہے اس سے زائل نہیں ہو سکتی۔ اور نقی کی جبکہ فرمایا: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انسان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا۔ یہاں جبکہ اماکن کا ظاہر کر دیا مگر رب عزوجل نے تو ان میں سے کوئی قید نہ لگائی مطلقاً یہ مسک فرمایا ہے اور مطلقاً ان تزو لا۔ اللہ انسان وزمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائے، یہ نہ فرمایا کہ اس کے مار میں روکے ہوئے ہے، یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے نئے اماکن عدید ہیں اُن اماکن سے باہر نہ جانے پائے تو اس کا بر حافنہ کلام الہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہو گا از پیش خوش قرآن عظیم کے مطلع کو مقید، عام کو مخصوص بنانا ہو گا۔ اور یہ بزرگ رہا انسیں۔ اہل ست کا عقیدہ ہے جو ان کی کتب عقائد میں مصروف ہے کہ النصوص تحمل علی ظواہر ها۔ (نصوص اپنے ظاہرہ محول ہوتی ہیں۔ ت) بلکہ تمام ضلالتوں کا پڑا پھاٹک یہی ہے کہ بطور خود نصوص کو ظاہر سے پھریں مطلقاً کو مقید عام کو مخصوص کریں، هالکم من زوال (تمہارے لئے زوال نہیں۔ ت) کی تخصیص واضح سے ان تزو لا

کو بھی مخصوص کر لین اس کی تظریبی ہے کہ ات اللہ علیٰ کل شیٰ قدیم (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ت) کی تخصیص دیکھ کر ان اللہ بكل شیٰ علیم (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانے والا ہے۔ ت) کو بھی مخصوص مان لیں کہ جس طرح وہاں ذات و صفات و محالات زیر قدرت نہیں یوں ہی معاملہ صاف ہو گیا کہ ذات و صفات و محالات کا معاذ اللہ علم بھی نہیں۔ زیادہ تشفیٰ بحمدہ تعالیٰ تبرہ میں آتی ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ اللہ و رسول و صحابہ و مسلمین کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقًا ایک جگہ سے ہر کنا مراد ہوا ہے اگرچہ اماکن معینہ سے باہر نہ جائے یا زوال کفار کی طرح دنیا خواہ مدار چھوڑ کر الگ بھاگ جانا، فانتظر (چنانچہ انتظار کر۔ ت)

(۶) لا جرم وہ جنہوں نے خود صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن کریم پڑھا ، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے معانی سیکھے انہوں نے آئے کہ مر کو ہرگونہ زوال کی نافی اور سکون مطلق حقیقی کی ثبت بتایا۔ سعید بن منصور و عبد بن حميد و ابن جریر و ابن المندز نے حضرت شفیق ابن سدر سے کہ زمانہ رسالت پائے ہوئے تھے روایت کی اور یہ حدیث ابن جریر ابتدی صحیح بر جاں صحیحین بخاری و مسلم ہے :

بھیں ابن بشار نے حدیث بیان کی کہ ہم کو عذر لجن
نے حدیث بیان کی کہ ہم کو اُنہش نے بخواہو اُنہل
حدیث بیان کی اُبواہل نے کہا کہ ایک صاحب
حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنه کے حضور حاضر ہوئے فرمایا : کہاں سے
آئے ؟ عرض کی : شام سے - فرمایا ، وہاں
کس سے ملے ؟ عرض کی : کعب سے - فرمایا :
کعب نے تم سے کیا بات کی ؟ عرض کی : یہ کہا کہ
آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں -
فرمایا : تم نے اس میں کعب کی تصیون کی یا تکذیب ؟

حدثنا ابن بشار ثنا عبد الرحمن ثنا
سفیلت عن الاعمش عن ابی واش
قال جاءه س جبل الح عبد الله
رضی الله تعالى عنه فقال
مت ایت جئت ؟ قال مت
الشام - فقال مت لقیت ؟ قال
لقیت کعباً - فقال ما حدثك کعب
قال حدثني انت السموات
تدور على منكب ملائكة -
قال فصدقته او كذبته ؟

عرض کی: کچھ نہیں (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی یاتوں کو نہ پچھانو نہ جھوٹ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کاش! تم اپنا اونٹ اور اس کا کجا وہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دے دیتے کعب نے جھوٹ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو رو کے ہوئے ہے کہ مرکنے نہ پائیں اور اگر وہ ہیں تو اللہ کے سوا انھیں کون تھا۔ ابن جریر کے غیر نے یہ اضافہ کیا کہ گھومنا اُن کے سرک جانے کو بہت ہے۔

ہمیں ابن جریر نے بحوالہ مغیرہ ابراہیم سے حدیث بیان کی کہ ابراہیم نے کہا کہ جنڈب بجلی کعب اجبار کے پاس جا کر واپس آئے، حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی کعب نے تم سے کیا کہا؟ عرض کی: یہ کہا کہ آسمان چلکی کی طرح ایک کیلی میں ہے اور کیلی ایک فرشتے کے کاندھے پر ہے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناق کے ہزار مال دے کر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹتی ہے، اللہ

قال ما صدقته ولا کذبتہ۔ قال
لوددت انك افتديت من
سر حلتك اليه برا حلتك ورحلها
وكذب كعب افـ اللـهـ
بقول اـتـ اللـهـ يمسـكـ السـمـؤـتـ
والامـرضـ اـتـ تـزـدـلاـ ۵ وـ
لـمـنـ زـالتـ اـمـسـكـهاـ مـأـنـ
اـحـدـ مـتـ بـعـدـهـ ، زـادـ غـيـرـ
ابـنـ حـرـيرـ وـكـفـ بـهـ مـنـ وـاـلـاـ
اـنـ تـدـوـرـاـ.

نـيزـ محمدـ طـبـرـيـ نـيـ بـيـنـ صـيـحـ بـرـاصـوـلـ حـنـفـيـ بـرـجـالـ بـخـارـيـ وـسـلـمـ حـفـرـتـ سـيـدـنـاـ اـمـامـ اـبـوـ عـيـنـهـ کـےـ اـسـتاـذـ
الـاستـاذـ اـمـامـ اـجـلـ اـبـرـاهـيمـ حـنـفـيـ سـےـ روـاـيـتـ کـیـ:
حدـ شـناـ جـرـيـ عـنـ مـغـيرـةـ عـنـ اـبـرـاهـيمـ
قالـ ذـهـبـ جـنـدـبـ الـبـجـلـ الـحـ
كـعبـ الـاجـارـ فـقـدـمـ عـلـيـهـ شـخـ
رـجـعـ، فـقـالـ لـهـ عـبـدـ اللـهـ حـدـثـناـ
ماـ حـدـثـكـ، فـقـالـ حـدـثـنـيـ اـتـ
الـسـماءـ فـيـ قـطـبـ كـقطـبـ الرـحـاـ وـ
الـقطـبـ عـمـودـ عـلـىـ منـكـبـ مـلـكـ ،
قالـ عـبـدـ اللـهـ لـوـدـدـتـ اـتـلـ اـفـتـدـيـتـ
سرـ حلـتكـ بـمـشـلـ سـراـ حلـتكـ ، ثـمـ قـالـ
ماـ تـنـتـكـ الـيـهـودـيـةـ فـيـ قـلـبـ عـبـدـ فـكـادـتـ

تو فمارہا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو
تحامے ہونے ہے کہ نہ برکتیں، ان کے برکنے کو
گھومنا ہی کافی ہے۔

تفارقہ ثم قال ات الله يمسك السموات و
الارض ان تزولا . كفى بهما نو لا ان
تدورا ^{لهم}

عبد بن حميد نے قائدہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی :

ات کعباً کان يقول انت السماء
تَدْوِرُ عَلَىٰ نَصِيبٍ مُّثْلِ نَصِيبِ الرَّحْمَةِ
فَقَالَ حَذِيفَةَ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنْهُمَا كَذَبَ كَعْبٌ انتَ اللَّهُ
يمساك السموات والارض ان تزولاً لَّهُ

دیکھو ان اجلہ صاحبہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اس پر انہار فرمایا اور قالیں کی تکذیب کی اور اسے بقایا یہ خیالات یہودیت سے بتایا، کیا وہ اتنا نسبت سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی نماحی تکذیب کیوں فرمائیں آئیت میں تو زوال کی نفی فرمائی ہے اور ان کا یہ پھرنا پھلنا اپنے اماکن میں ہے جہاں تک احسن الخلقین تعالیٰ نے ان کو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک ان کا حرکت کرنا ان کا زوال نہ ہوگا، مگر ان کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا نہ جا سکتا تھا بلکہ اُس کے ابطال ہی کی طرف گیا اور جانا ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقًا زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی تو انہوں نے رواۃ رکھا کہ کلام الہی میں اپنی طرف سے یہ پوینڈ لگائیں۔ لا جرم اُس پر رد فرمایا اور اس قدر شدید و اشد فرمایا ولہذا الحمد۔

تبلیغیہ : کعب اجبار تابعین اخیار سے ہیں خلافت فاروقی میں یہودی مسلمان ہوئے کتب سابقہ کے عالم تھے۔ اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان کرتے انھیں میں سے یہ خیال تھا جس کی تغییط ان اکابر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی تو کَذَبَ کعب کے یہ معنی ہیں کہ کعب نے غلط کہا نہ کہ معاذ اللہ قصدًا جھوٹ کہا۔ کَذَبَ یہ معنی آخرًا محاورہ حجاز ہے اور خراش یہودیت بمشکل چھوٹے سے یہ مراد کہ اُن کے دل میں علم یہود بھرا ہوا تھا وہ تمیں قسم ہے باطل صریح و حق صحیح

اور مشکوک کہ جب تک اپنی شریعت سے اس کا حال معلوم ہو جکم ہے کہ اس کی تصدیق نہ کرو مگن کر ان کی تحریفات یا خرافات سے بُرے نہ تکذیب کرو مگن کہ توریت یا تعلیمات سے ہوا اسلام لا کر قسم اول کا حرف قطعاً ان کے دل سے نکل گیا، قسم دوم کا علم اور مسجل ہو گیا، یہ سلسلہ قسم سوم بتایا ہے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہ ہو کر انہوں نے بیان کیا اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اس کا بطلان ظاہر فرمادیا لیتی یہ نہ توریت سے ہے نہ تعلیمات سے بلکہ ان خبیثوں کی خرافات سے۔ تائین صحابہ کرام کے تابع و خادم ہیں مخدوم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا و اللہ الحمد۔

(۷) اس ساری تحریر میں مجھے آپ سے اس فقرے کا زیادہ تجھب ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرماتی، اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا، کعب اجarn نے آسمان ہی کا گھومنا بیان کیا تھا اور یہود اسی قدر کے قائل تھے زمین کو وہ بھی سکن مانتے تھے بلکہ ۱۵۳۰ء سے پہلے (جس میں کو پڑیں) نے حرکت زمین کی بعدت ضالہ کو دو بیڑا بر س سے مردہ پڑی تھی چلایا۔ نصاری بھی سکون ارض ہی کے قابل تھے، اسی قدر لیتی صرف دورہ آسمان کا ان حضرات عالیات کے حضور تذکرہ ہوا اس کی تکذیب فرمادی، دورہ زمین کما کس نے تھا کہ اس کا رَد فرماتے، اگر کوئی صرف زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیت کریمہ سے اس کی تکذیب کرتے، اور اگر کوئی آسمان و زمین دونوں کا دورہ پتا تا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا ابطال فرماتے۔ جواب بقدر سوال دیکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سن لائے اس میں آسمان و زمین دونوں کا ذکر ہے یا صرف آسمان کا، آیت پڑھئے صراحت دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں دونوں پر ایک ہی حکم ہے، جب حسب ارشاد صحابہ آیت کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرماتی ہے اور وہ انکار آسمان و زمین دونوں کے لئے ایک نسبت ایک لفظ ان تزویلا میں ہے جس کی ضمیر دونوں کی طرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہرگز حرکت کو باطل فرمایا جس طرح آسمان کی۔ ایک شخص کے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آفتاب کو اپنے لئے سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا اس پر عالم فرمائے وہ جھوٹا ہے آیت کریمہ میں ہے:

انی من ایت احد عشر کو کبا والشمس والقمر
میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو
من ایتہم فی ساجدین لے
اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا۔

اس کے بعد ایک دوسرا اٹھنے اور چاند کو ساجد دیکھنے سے ملکہ ہوا اور کے قربان جائیے۔ عالم نے سورج کے سجدہ کی تصریح فرمائی مگر چاند کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اُسے کیا کہا جائیگا اب تو آپ نے خیال فرمایا ہوگا کہ قائل حرکت ارض کو اجلہ صھاپ کرام بلکہ خود صفات ظاہرِ نص قرآن عظیم سے گرد کے سوا کوئی چارہ نہیں، اور یہ معاذ اللہ خُسْرَانِ مبین ہے جس سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ اور سب اہلسنت کو بچائے۔ آمين!

(۸) عجب کہ آپ نے آفتاب کا زوال نہ سُنا، اسے تو میں نے آپ سے بال مشافہ کرہ داتھا۔

(۱) حدیثوں میں کتنی جگہ سرالت الشمس (سورج دھل گیا۔ ت) ہے بلکہ قرآن عظیم میں ہے، اقْصَمُ الْصَّلَاةَ لِدَلْوَكِ الشَّمْسِ یہ نماز قائم کرو سورج دھلتے وقت۔ (ت)

تفسیر ابن حجر ایوب میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لدلوک الشمس کی تفسیر میں فرمایا، لزو وال الشمس۔ ابن حجر ایوب نے عبد الشفیع مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

اتافی جبرئیل لدلوک الشمس حیف
نراللت فصلی فی الظہریہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز
اس وقت پڑھتے جب سورج دھل جاتا۔ پھر
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت کرہ
پڑھی کہ سورج دھلتے وقت نماز قائم کرو۔ (ت)
نیز مثل ابن منصور عبد اللہ بن جعافر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے: دلوکہ بنا و الہا (سورج کے دلوک کا معنی

۱۴/۸/۲۰۱۷

له الدر المنشور في التفسير بالما ثور (بجواه ابن مردوخ) تحت آية ١٤/٨ دار إحياء التراث العربي برو ٢٠٠٥

١٥/١٥ دار إحياء التراث العربي ببرلين تحت آية ٢٨، تفسير ابن جرير

" " " " " " " " " "

٥ الدر المنشور بكتابه سعيد بن منصور داين جری تحت آیة ۱۷/۸۰ " " " " ۲۸/۵

اس کا زوال ہے۔ ت)۔

بَزَارٌ وَابْرَاشِينَ وَابْنٌ مَرْدُوِيَّةٌ نَعْبُدُ اللَّهَ أَبْنَى عَمَّرْضَى اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سَعَى ؛ دَلْوَكُ الشَّمْسِ زَوَالَهَا
(سورج کے دلوک کا معنی اس کا زوال ہے۔ ت)

عَبْدُ الرَّزَاقَ نَعْصِنَتْ مِنْ إِبْوَهُرِيَّةٍ رَحْمَى اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سَعَى ؛

دَلْوَكُ الشَّمْسِ إِذَا زَانَتْ عَنْ بَطْنِ دَلْوَكَ يَرِيَّهُ كَمْ جَبَ وَهُوَ آسَانٌ كَلْبِنَ سَعَى
السَّهَادِيَّةَ (ت)

مُجَمِّعُ بَجَارِ الْأَنْوَارِ مِنْ ہے :

مَنْ اغْتَ الشَّمْسَ هَالَتْ وَمَنْ انتَ عَنْ اعْشَى
مَنْ اعْتَ الشَّمْسَ كَامْعَنِيٌّ تَبَيَّنَهُ كَمْ وَهُوَ أَپْنِي بَلْنَدِي كَمْ
دَرْجَاتٍ ارْتَفَاعَهَا تَبَيَّنَهُ
اعْلَى درْجَهُ سَعَى دَلْلَيْلَيْ (ت)

فَقَدْ مِنْ وَقْتِ زَوَالٍ هُرْكَابِ مِنْ ذَكْرِهِ اور عَوَامِ تَكَبْ کی زبانوں پر مشہور۔ کیا اس وقت آفتاب اپنے
مَارِ سے باہر نکل جاتا ہے اور احسَن النَّعْيِنِ جَلْ وَعَلَانِیْہِ جَهَانَ تَكَبْ کی حرکت کا اسے امکان دیا ہے اس
سے آگے پاؤں پھیلاتا ہے ؟ حاشا ! مَارِ سی میں رہتا ہے اور پھر زَوَالِ ہو گیا، یونہی زمینِ اگردوہ
کرتی ضروراً سے زَوَالِ ہوتا اگرچہ مَارِ سے نَمْلَکَتِی، اس پر اگری خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ
مرکنا تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو زَوَالِ کیوں نہیں کہتے، تو مجھنِ جاہلزاد سوال ہو گا، وجہ تسلیم
مطرد نہیں ہوتی۔ کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد مانے والے سے پوچھا جرجر لعینی چینے کو کہ ایک
قسم کا ناج ہے جرجر کیوں کہتے ہیں، کہا لانہ یتجرجر علی الا مرض اس لئے کہ وہ زمین پر جنبش کرتا ہے
کہا تمہاری دارجی کو جرجر کیوں نہیں کہتے یہ بھی تو جنبش کرتی ہے۔ قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں، کہا
لَانَ الْمَاءُ يَقْرَفُ إِلَيْهَا اس لئے کہ اس میں پانی بھترتا ہے، کہا تمہارے پیٹ کو قارورہ کیوں نہیں
کہتے اس میں بھی تو پانی بھترتا ہے۔ یہاں تین ہی موضع ممتاز تھے افت شرقی و غربی و دائرہ نصف النہاد
ان سے سرکنے کا نام طلوع و غروب رکھا کہ یہی انسب و وجہ تمایز تھا اور اس سے تجاوز کو زَوَالِ کہا
اگرچہ جگہ سے زَوَالِ آفتاب کو بلاشبہ ہر وقت ہے کریمہ و الشَّمْس تحری لمستقر لہما میں

لَهُ الدَّرْمَفُورُ بَجَارُ الْبَزَارِ وَابْنُ اَشْيَنَ وَابْنُ مَرْدُوِيَّةٌ سَعَى آتَیَةَ ، ۱/۸ ، دَارُ احْيَاءِ الرِّثَا الْعَرَبِيَّةِ ۲۸۰/۵

لَهُ الْمَصْنَعُ لَعَبْدُ الرَّزَاقَ حَدِيثَ ۲۰۳۰ المَكْتَبُ الْاِسْلَامِيُّ بِرْوَتَ ۱/۵۳۰

لَهُ مُجَمِّعُ بَجَارِ الْأَنْوَارِ بَابُ الزَّاَمِ مِنْ الْيَاءِ مَكْتَبَ دَارِ الْإِيمَانِ مدِينَةِ مُنَوْرَةٍ ۲/۲۵۶

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ہے لا مستقر لها یعنی سورج چلتا ہے کسی وقت اُسے قرار نہیں۔ اُپر گزر کر قرار کا مقابل زوال ہے، جب کسی وقت قرار نہیں تو ہر وقت زوال ہے اگرچہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام زوال رکھا، غرض کلام اس میں ہے کہ احادیث مرفوہہ سی عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اجماع اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہ کر ایک جگہ سے برکت کو زوال کہا اگر زمین متحرک ہوتی تو یقیناً ایک جگہ سے اُس کا برکنا ہی زوال ہوتا اگرچہ مدار سے باہر نہ جاتی لیکن قرآن عظیم صاف ارشاد میں اُس کے زوال کا انکار فرمایا ہے تو قطعاً واجب کر زمین اصلًا متحرک نہ ہو۔

(ب) بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن و حدیث و فقه و زبان جملہ مسلمین سب میں مذکور تسلیمان دورہ زمین اسے زمین ہی کا زوال کہیں گے کہ وہ حرکت یو میر اُسی کی جانب مسوب کرتے ہیں یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جب وہ حصہ جس پر ہم میں گھوم کر آفتاب سے آڑ میں ہو گیا رات ہوتی، جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کہتے ہیں آفتاب نے طلوع کیا، حالانکہ زمین یعنی اُس حصہ ارض نے جانب شمس رُخ کیا جب اتنا گھوما کر آفتاب ہمارے سروں کے مخاذی ہوا یعنی ہمارا دارہ نصف النہار مرنے شمس کے مقابل آیا و پھر ہو گیا جب زمین یہاں سے آگے بڑھی و پھر ڈھل گیا کہتے ہیں آفتاب کو زوال ہوا حالانکہ زمین کو ہوا یہ اُن کا مذہب ہے اور صراحتہ قرآن عظیم کا مذہب و مذہب ہے مسلمین تو مسلمین، یروت وغیرہ کے سفہائے قابلان حرکت ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اس وقت کو وقت زوال اور دھوپ گھٹی کو مزدوجہ کہتے ہیں یعنی زوال پہچانتے کا آہم۔ اور اگر اُن سے کہئے یہی شمس زوال کرتا ہے؟ کہیں گے نہیں بلکہ زمین۔ حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی۔ تو اپ کی تاویل موافقین و مخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں۔

(ج) اوروں سے کیا کام، آپ تو بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہیں، ابتدائے وقت ظہر زوال سے جانتے ہیں، کیا ہزار بار نہ کہا ہو گا کہ زوال کا وقت ہے زوال ہونے کو ہے، زوال ہو گیا۔ کاہے سے زوال ہوا، دارہ نصف النہار سے۔ کس کا زوال ہوا، آپ کے نزدیک زمین۔ کا کہ اُسی کی حرکت محور سے ہوا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ زمین کو زوال نہیں، اب خود مان کر کہ زمین متحرک ہو تو روزانہ اپنے مدار کے اندر ہی رہ کر اُسے زوال ہوتا ہے دنیا سے، زوال کفار کشیں کرنے کا کیا موقع رہا، انفات شرط ہے، اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم و بالله التوفیق۔

(د) یہاں سے بچھہ تعالیٰ حضرت معلم الحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُس ارشاد کی خوب

تو پیغام بھی کو صرف حرکتِ محوری زوالِ کوبس ہے۔

(۹) بِمَا تَرَى مِنْ آيَاتِنَا يَرَى كُوْزَرِيْ :

آیت ۱ : اَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ بِكُلِّ شَيْءٍ

آیت ۲ : وَلَئِنْ نَرَأَتِ الْمُرَايَا

آیت ۳ : لَدَلِوكِ الشَّمْسِ يَرَى

آیت ۴ : فَلَمَّا افْلَأَتْ (پھر جب وہ دُوْبِ گیا۔ ت)

آیت ۵ : وَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

طَلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغَرْبَةِ

آیت ۶ : وَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طَلُوعِ

الشَّمْسِ وَقَبْلَ غَرْبَةِ

بِهَا تَرَى

آیت ۷ : حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ

وَجَدَهَا تَطْلُعَ عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ نَجِدْ لَهُمْ

مِنْ دُونِهَا سَرَّابًا

اور ان سب سے زائد آیت ۸ :

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَ تَرُوِّسَ عَنْ

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَ تَقْرَبُهُمْ

ذَاتَ الشَّمَائِلِ وَهُمْ فِي فَجُوَّةٍ مِنْهُ ذَلِكَ مِنْ

آیت اللَّهِ

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی

بولو سورج چکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے (ت)

اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو

سورج چکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے

پہلے - (ت)

یہاں تک کہ سورج نکلنے کی جگہ پہنچا اُسے ایسی قوم

پر نکلتا پایا جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی

آڑ نہیں رکھی - (ت)

تو آفتاب کو دیکھے گا جب طلوع کرتا ہے ان کے غار

سے دہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب ڈوبتا ہے

اُن سے بائیں طرف کر اجاہتا ہے حالانکہ وہ غار کے

کھلے میدان میں ہیں یہ قدرتِ الٰہی کی نشانیوں سے ہیں۔ (ت)

۳۱/۲۵

۳۲/۶

۳۳/۲۰

۳۱/۲۵

۳۲/۱۶

۳۹/۵۰

۳۰/۶۰

۳۱/۱۲

۳۲/۱۲

یونہی صد بآحادیث ارشاد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خصوصاً حدیث صحیح البخاری ابوذر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عز کو فرمایا جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے ؟ حضرت ابوذر کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ ائمہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں ۔ تو آپ نے فرمایا : وہ جاتا ہے تاکہ عرش کے نیچے سجدہ کرے ۔ چنانچہ وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اسکو اجازت دے دی جاتی ہے قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے ، وہ سجدہ اس کی طرف سے قبول نہ کی جائے اور وہ اجازت طلب کرے تو اسکو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں جائے اور اسے کہا جائے کہ تو لوٹ جا جہاں سے آیا ہے ، پھر وہ مغرب سے طلوع ہوگا ۔ یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ”اور سورج چلتا ہے اپنے ایک محہراً کے لئے ، یہ حکم ہے زبرست علم والے کا۔“ (ت)

قال النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لابی ذر حین غربت الشمس اتدری این
تدھب قلت اللہ ورسوله اعلم قال
فانها تذھب حتى تسجد تحت العرش
فستأذن فيؤذن لها ويوشك انت
تسجد فلا يقبل منها و تستأذن
فلا يؤذن لها يقال لها ارجعي من حيث
جهت فتطلع صرت مغفرتها فذلك قوله
تعالى والشمس تجري لمستقرها
ذلك تقدیر العزيز العليم

یونہی ہزار بآثار صحابہ عظام و تابعین کرام و اجماع امت جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے آفتاب کو وسط سماں سے زوال ہوتا ہے آفتاب کی طرح روشن دلائل ہیں کہ زمین سکنِ محض ہے بدیہی ہے اور خود مخالفین کو تسلیم کہ طلوع و غروب و زوال نہیں مگر حرکت یومیہ توجیس کے یہ احوال ہیں حرکت یومیہ اسی کی حرکت ہے تو قرآن عظیم و احادیث متواترہ و اجماع امت سے ثابت کہ حرکت یومیہ حرکتِ شمس ہے نہ کہ حرکتِ زمین ، لیکن اگر زمین حرکتِ محوری کرتی تو حرکت یومیہ اسی کی حرکت ہوتی جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے تو روشن ہوا کہ زعم سائننس باطل و مردود ہے ۔ پھر شمس کی حرکت یومیہ سے طلوع و غروب و زوال ہے نہ ہوگی مگر یوں کہ وہ گرد زمین دورہ کرتا ہے ، تو قرآن و حدیث و اجماع سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارض دائرہ ہے ، لاجرم زمین مدار شمس کے جوف میں ہے

تو نا امکن ہے کہ زمین گرد شمس دورہ کرے اور آفتاب مدار زمین کے جوف میں ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ آیاتِ متکا شرہ و احادیث متواترہ و اجماع امت طاہرہ سے واضح ہوا کہ زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہیں و اللہ الحمد، زیادہ سے زیادہ مخافت یہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ غروب توحیقہ شمس کے لئے ہے کہ وہ غیبت ہے اور آفتاب ہی اس حرکت زمین کے باعث نکاح سے غائب ہوتا ہے اور زوال حقیقتہ زمین کے لئے ہے کہ یہ بھی ہے نہ کہ آفتاب، اور طلوع حقیقتہ کسی کے لئے نہیں کہ طلوع صعود اور اپر پڑھنا ہے۔ حدیث میں ہے :

لکل حد معلوم (ہر حد کے لئے چڑھنے کی جگہ ہے۔ ت)

نہایہ و درثیر و کجع البخار و قاموس میں ہے :

ای مصوب یصعد الیه من معرفة
علمہ ۲ یعنی چڑھنے کی جگہ جس کی طرف وہ اپنی علمی معرفت
کے ساتھ چڑھتا ہے۔ (ت)

نیز شکل اول و تاج العروس میں ہے :

مطلع الجبل مصعدہ (یہاڑ کا مطلع اس رہنے کی بلند جگہ ہے۔ ت)

حدوث میں ہے: طبع المتن (منیر رحمانیت) - مجمع التجاریں ہے: اع علاء

(یعنی اس کے اُور حرمہ - ت)

ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی، اور مخالفت کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا کہ طلوع اس کی حرکت سے نہیں، لاجرم طلوع سرے سے باطل مgeschf ہے مگر مکان زمین کو حرکت زمین محسوس نہیں ہوتی، انھیں وہم گزرتا ہے کہ آفتاب چلتا، چڑھتا، ڈھلتا ہے لہذا طلوع وزوال اس کہتے ہیں، یہ کوئی کافر کہہ سکے مسلمان کیونکر روا رکھ سکے کہ جاہل اندوہم جو لوگوں کو گزرتا ہے قرآن عظیم بھی معاذ اللہ اُسی وہم پر چلا ہے اور واقع کے خلاف طلوع وزوال کو آفتاب کی طرف نسبت فرمادیا ہے

له اتحاد السادة المتقين كتاب أدب تلاوة القرآن الباب الرابع دار الفكر بيروت ٥٢٤ / ٣

٤١ / ٣ مصطفى الباشا مصر فصل الطارء يا ب العين لـ القاموس المحيط

٣٣٢ / ٥ دار إحياء التراث العربي ببروت شرح القاموس العروسي تاج العروس

٢٥٩ / سلسلة مجمع بحار الأفوار بباب الطار مع اللام مكتبة دار اليمان المدنية المنورة

(۱۰) سورة ط و سورۃ زخرف دو بھگدار شاد ہوا ہے؛
والْعَيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ، لَا جُرمٌ مُسْلَمٌ پر فرض ہے کہ حرکتِ شمس و سکونِ زمین پر ایمان لائے واللّٰہ الْمَهَدِیٌ۔

الذى جعل لكم ألا سرصن مهدداً - وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا رہت، دو توں جگہ صرف کوئیوں مثل امام عاصم نے جن کی قوامت ہند میں رائج ہے مہدداً پڑھایا تی تمام الکر قوات نے مہدداً ابزیادت العت - دو توں کے معنی ہیں بچھونا، جیسے فرش و فراش یونہی مہدد و مہاد۔

(۱) پس قرارت عام احمد نے قارہت کو فی کی غیر فرمادی کہ مَهْدٰ سے مراد فرش ہے —
ما رک شریعت سورۃ ظُلّہ میں ہے :

(مہدا) کو فیروز کی قراۃ ہے ان کے غیر مہادا
پڑھتے ہیں، یہ دونوں لغتیں ہیں، اس کا معنی ہے
وہ شے جس کو بھیجا جاتا ہے اور بخوبی بنا جاتا ہے۔

(مہادا) کو فی قرارہ ہے اور ان کے غیر کی قرارہ
مہادا سے لختی قرار کی جگہ (ت)

قراءات مدنیات کو فرمائیں اور سورۂ زخرف میں مہدّا
پڑھا ہے لعنى فرش، اور دوسروں نے مہادا
پڑھا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "کیا ہم نے زمین
کو مہاد نہیں بنایا" لعنى فراش۔ وہ اس
چیز کا نام ہے جسے بچھایا جاتا ہے جیسے بھونا لت،
قراءات المکوفة مهداً هم هنا وفي الزخرف
فيكوت مصدر رأى في شاشاً وقراءات الآخرون
منها دا كقوله تعالى الم يجعل الأرض
مهاداً اي فراساً وهو اسم ما يفرض
كالبساط۔

لِهِ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ٥٣/٢٠ و ١٠/٣٣

له مارك التزيل (تفصيلى) تحت آية ٢٠/٥٣ دار الكتاب العربي مروت ٢/٥٥

$\pi^{\mu}/\rho \sim " " " " " " " \rightarrow p^{\mu}$

كتاب معالم الترجمة (تفسير لغوي) دار المكتبة العلمية ببروت ١٨٩ / ٣

تفصیر ابن عباس میں دونوں جگہے: (مهدا) فراشَ^۱ (یعنی بچپوناہت)، نیز یہی مضمون قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے، فرماتا ہے: الْمَ نجعَلُ الارضَ مهاداً^۲ کیا ہم نے زمین کو بچپوناہ کیا۔ (ت)

15

فرماتا ہے: وَالارضَ فِي شَنَّها فَنَعْمَ الْمَاهِدُونَ^۳ اور زمین کو ہم نے فرش کیا تو ہم کیا ہی اچھا بچپانے والے ہیں (ت)

فرماتا ہے: وَاللهِ جَعَلَ لَكُمُ الارضَ بساطاً^۴ اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچپوناہ بنا یا۔ (ت)

فرماتا ہے: الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الارضَ فِرَاشاً^۵ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچپوناہ بنا یا۔ (ت) اور قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرمائے۔

(ب) بچے ہی کاممد ہوتا ہے کیا اس کے بچپونے کو نہیں کہتے۔ جلالین سورہ زخرف میں ہے: (مہادا) فِرَاشاً كَالْمَهَدِ لِلصَّبَيِّ^۶۔ (مہادا) بچپونا جیسے بچے کے لئے گھوارہ۔ (ت) لا جرم حضرت شیخ سعدی و شاہ ولی اللہ نے مہدا کا ترجیح طلاق میں فرش اور زخرف میں بساط ہی کیا اور شاہ ولی اللہ نے دو فتویں جگہ بچپونا۔

(ج) گھوارہ ہی تو اس سے شبیہ آرام میں ہو گی نہ کہ حرکت میں، ظاہر کہ زمین اگر بغرض باطل جنبش بھی کرتی تو اس سے نہ سکون کو نہیں آتی ہے نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے تو گھوارہ سے اسے بخشیت جنبش مشایہت نہیں۔ ہے تو بخشیت آرام و راحت ہے۔ خود گھوارہ سے اصل مقصد یہی ہے نہ کہ ہلانا، تو وجہ شبہ وہی ہے نہ یہ۔ لا جرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا۔

(د) لطف یہ کہ علماء نے اس شبیہ مہد سے بھی میں کا سکون ہی ثابت کیا بالکل نقیض اس کا جو آپ

۱۹۵
لہ تنزیر المقباس من تفسیر ابن عباس تحت آیت ۵۳/۲۰ و ۳۳/۱۰ مکتبہ سرحد مردان

۲۰ القرآن الحکیم ۵/۵۸

۲۱ القرآن الحکیم ۱/۵۵

۲۲ " " ۱۹/۴۱

۲۳ تفسیر جلالین تحت آیت ۳۳/۱۰ مطبع مجتبیانی دہلی نصف دوم ص ۳۰۳

15
15

زمین کا گوارہ ہوتا اس کے بھرے اور اس کن ہونے کی وجہ سے حاصل ہوا، اور جب گوارہ بچے کے لئے راحت کی جگہ ہے تو زمین کو اس لئے گوارہ قرار دیا گیا کہ اس میں کئی طرح متعدد راحتیں موجود ہیں۔ (ت)

چاہتے ہیں، تفسیر کبیر میں ہے:

کون الارض مهد ااما حصل لا جد
كونهَا واقفة ساكنة ولما كان المهد
موقع الساحة للصبي جعل الارض
مهد الاكثرة ما فيها من الساحات يَعْلَمُ

(تمارے لئے زمین کو گوارہ بنایا) اس کا معنی ہے کہ وہ بھری ہوئی پر سکون ہے جس سے نفع امکان ناممکن ہے۔ جبکہ گوارہ بچے کے لئے راحت کی جگہ ہے تو اسی لئے زمین کا نام گوارہ رکھا گیا کیونکہ اس میں مخلوق کے لئے کثیر راحتیں موجود ہیں۔ (ت)

غازن میں ہے:

(جعل لكم الارض مهد) معناہ واقفة ساكنة يمكن الانتفاع بها ولما كانت المهد موقع ساحة الصبي فذلك سعى الارض مهد الاكثرة ما فيها من الراحتة للخلق يَعْلَمُ

خطیب شربنی پھر فتوحات الہمیہ میں زیر کریمہ زرفت ہے:

لیعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو زمین کو متحرک بنانا جس سے نفع حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا۔ نفع تو اس سے اس صورت میں حاصل ہوا کہ وہ ہمار، قرار پکڑنے والی اور اس کن ہے (ت)

اس ارشادِ علماء پر کہ "زمین متحرک ہوتی تو اس سے انتفاع نہ ہوتا" کا سریلان فلسفہ جدیدہ کو اگر یہ شبہ گئے کہ "اس کی حرکت محسوس نہیں" تو ان سے کھٹے یہ تمہاری ہوس خام ہے۔ "فوز بین" دیکھئے ہم نے خود فلسفہ جدیدہ کے مسلمات عدیدہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر زمین متحرک ہوتی جیسا وہ مانتے ہیں تو یقیناً اس کی

حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آندھیاں لاتی، انسان حیوان کوئی اس پر نہیں ملتا۔ زبان سے ایک بات بائیک دینا آسان ہے مگر اس پر جو قاہر رہ ہوں ان کا اٹھانا ہزار بار باس پیرا تا ہے۔

(۱۱) دیباچہ میں جو آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے الحمد لله ان میں کوئی نام کوتام نہیں سب پا در ہوا ہیں، زندگی بالنجیر ہے تو آپ ان شار اللہ تعالیٰ ان سب کا رَدْ بلیغ فقیر کی کتاب فوز صبین کی فصل چہارم میں دیکھیں گے بلکہ وہ آخر سطریں جو میں نے اول میں لکھ دی ہیں کہ یورپ والوں کو طرزِ استدلال اصول نہیں آتا اخیں اثباتِ دعویٰ کی تعریف نہیں، ان کے اوہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ عیاتیں رکھتے ہیں، منصف ذی فہم مناظرہ داں کے لئے وہی ان کے رُد میں لبس ہیں کہ دلائل بھی اُخھیں علتوں کے باہمہ ہوں ہیں اور بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دیندار و سُنّتی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلة و التسلیم و سلسلہ اسلامی اجماع امتِ گرامی کے خلاف کیونکہ کوئی دلیل قائم ہو سکتی، اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع چکے۔ یہ ہے مجده اللہ شانِ اسلام۔

محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہو گی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دو راز کار کر کے سائنس کے مطابق کر دیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی تھی کہ سائنس نے اسلام وہ مسلمان ہو گی تو یوں کر جتنے اسلامی مسائل سے اُسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائلِ سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے جایا کہ سائنس ہی کے اقوال ہے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکات ہو، یوں قابوں میں آئے گی، اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذن تعالیٰ دشوار نہیں آپ اُسے بختم پسند دیکھتے ہیں حضرت

وَعِنِ الرَّضَا عَنْ كَلِيلَةِ
الْمُخْرِجِ

(رضامندی کی آنکھ ہر عیوب کو دیکھنے سے عاجز ہوتی ہے۔ ت)

اس کے معاقب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عز و جل کی عنایت اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسا کر کے اس کے دعاویٰ باطلہ مخالفہ اسلام کو بنظر تھیر و مخالفت دیکھتے اُس وقت ان شار اللہ العزیز القدر اس کی ملیح کاریاں آپ پھلکتی جائیں گی اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ مخدوں میں پر مجاہد ہیں یونہی سائنس کے مقابل آپ نصرتِ اسلام کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ حضرت

وَلَكُنْ عِيْتَ السُّخْطَ تَبْدِي الْمَساوِيَا
(لیکن نار اضفی کی آنکہ عیسوی کو عیاں کرتی ہے۔ ت)

مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں : سے

وَشَمِنْ رَاوَ حَسْنَدَارا خَارَ دَارَ دَارَ دَارَ^۳

(اللہ تعالیٰ کے راستے کے دشمن کو ذلیل رکھ، چور کے نے مہربت بچا بلکہ اسکو سولی پر کھلت)

رَبِّكَرِيمَ بَجَاهَ نَبِيِّ رَوْفَ رَحِيمَ عَلَيْهِ فَضْلُ الصَّلَاةِ وَالْتَّسْلِيمِ هُنَّ اُوْرَأَپُ اُوْرَهَارَے بَجَاهَيُوں اِلِّی سَنَتِ
خَادِمِ اِمَّتِ کُوْنَفَرَتِ دِینِ حَنِّی کِی توْفِیٰ بَجَشَتْ اُوْرَقِبُولَ فَرَطَّاَءَ، آمِنَ!

الله الحق أمين واعفت عننا واغفر لنا اے معبود برحق! بھازی دعا قبول فرما، اور ہم میں
واسِحْمَنَا اَنْتَ مُولَيْسَنَا فَانْصَرْنَا
فَرَمَادَے اُور بَخْشَ دَے اُور ہم پر رحم فرما۔ تو بھارا
عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِ ۝ وَالْحَمْدُ
تَعْلِيَّہِ سَبَّابِ الْعَلَمِينِ ۝ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
نَازِلَ فَرَطَّاَءَ ہَارَے آقا محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل،
عَلَى سَيِّدِنَا وَمُولَيْسَنَا مُحَمَّدَ وَآلِهِ
اصحاب، اولاد اور تمام امت پر۔ آمین۔ اور
وَصَحْبَهِ وَابْنَهِ وَحَزْبَهِ اجمعِيْنِ ۝ اَمِنَ
الله تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (ت)

رسالہ

نَزْوَلُ آيَاتِ فِرْقَانِ بِسْكُوتِ مَنَامِينَ وَآسَمَانَ

خَتَمْ ہوا